اقوال زرّیں

- اگر عبادت نہیں کرسکتے تو گناہ بھی نہ کرو۔
- پریشانی میں مذاق اور خوشی میں طعنہ مت دو کیوں کہ اُس سے رشتوں میں موجود محبت ختم ہوجاتی ہے۔
- برا آدمی کسی کے لیے بھی اپنے دل میں عزت نہیں رکھتا کیوں کہ وہ ہر کسی کو اپنے ہی جیسا سمجھتا ہے۔
- ایسی خوشی سے بچو جو دوسروں کو دکھ دینے سے حاصل ہوتی ہو۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

افغانستان پر دوحہ کانفرنس

9/11 کے بعد امریکہ نے بڑے طمطراق سے افغانستان پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت کے امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کا کہنا تھا کہ امریکہ جڑ سے دہشت گردی کو ختم کرڈالے گا۔ دہشت گردی تو دنیا سے ختم نہیں ہوئی، اپنے فوجیوں کی واپسی کے لیے امریکی حکومت کو دوحہ میں طالبان لیڈروں سے گفتگو کرنی پڑی تھی۔ اس کے بعد افغان صدر اشرف غنی کو افغانستان چھوڑ کر کیسے بھاگنا پڑا، اگست 2021 میں طالبان نے اقتدار پر قبضہ جمایا، یہ دنیا نے دیکھا۔ اسی دوحہ میں افغانستان پر کانفرنس منعقد کی گئی۔ طالبان حکومت کی طرف سے اس میں ذبیح اللہ مجاہد نے افغانستان کا منجمد بین الاقوامی فنڈ جاری کرنے اور اس کے بینکنگ کے نظام پر پابندیاں ختم کرنے پر زور دیا۔ اقوام متحدہ کی میزبانی میں منعقدہ دو روزہ کانفرنس میں تقریباً دو درجن ممالک کے افغانستان کے لیے خصوصی نمائندوں اور ورلڈ بینک اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک کے مندوبین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا کہ پابندیوں کی وجہ سے افغانستان کی اقتصادی ترقی میں مشکلات پیدا ہورہی ہیں، وہ عالمی اقتصادی نظام سے الگ تھلگ پڑ گیا ہے۔ یہ ذکر ضروری ہے کہ طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد اگست 2021 میں امریکہ نے افغان سینٹرل بینک کے 7 ارب ڈالر منجمد کردیے تھے۔ 2022 میں بائیڈن حکومت نے اس میں سے آدھی رقم سوئٹزرلینڈ میں ایک ٹرسٹ 'افغان عوام کے لیے فنڈ' کے کھاتے میں منتقل کردی تھی۔ بقیہ رقم اب بھی امریکہ میں منجمد ہے۔ امریکہ اور یوروپی ممالک افغانستان میں خواتین کے حقوق پر بہت زور دیتے ہیں مگر دوحہ کانفرنس میں طالبان کے ترجمان نے لڑکیوں کی تعلیم، خواتین کے روزگار یا ان پر سفری پابندیوں پر کوئی اطمینان بخش بات نہیں کہی۔ ان کی نظر میں یہ ایشو ثقافتی، مذہبی اور پالیسی میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکہ اور یوروپی ممالک کو افغانستان کے داخلی معاملات کو عالمی تعلقات سے الگ رکھنا چاہیے، البتہ طالبان حکومت کی طرف سے یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ جیسے روس، چین اور دیگر ملکوں سے افغانستان کے تعلقات تیزی سے بڑھ رہے ہیں، مغرب سے بھی وہ روابط قائم کرنے کی خواہشمند ہے اور یہ امید کرتی ہے کہ مغربی ممالک بھی دوطرفہ مفادات کو ترجیح دیں گے لیکن کیا مغربی ممالک ایسا کریں گے؟ اس سوال کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔

مغربی ممالک جنگوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ افغانستان بھی گزشتہ چار دہائی سے زیادہ عرصے سے الجھا ہوا ہے۔ کبھی سوویت یونین کی افغان جنگ کی وجہ سے، کبھی خود افغانوں کے اقتدار کے حصول کی جدوجہد کی وجہ سے، کبھی امریکہ کی افغان جنگ کی وجہ سے اور اب جبکہ اس پر امریکہ کا قبضہ نہیں ہے تو طالبان کی ضد کی وجہ سے۔ ہر حال میں عام افغان ہی حالات کی چکی میں پستے رہے ہیں۔ آج بھی افغانستان کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ وہ مستقل قیام امن کا خواب دیکھ سکیں۔ خواتین کو مکمل حقوق نہ دینے، خاص کر انہیں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ دینے پر امریکہ اور مغربی ممالک کو طالبان حکومت سے شکایت ہے۔ بحث کا اب یہ الگ موضوع ہے کہ کیا یہ ممالک خود ہر معاملے میں خواتین کو جائز حقوق دیتے ہیں اور اگر دیتے ہیں تو پھر کئی یوروپی ملکوں میں خواتین کو اپنے لباس کی آزادی پر وہ آزادی کیوں نہیں جو ہونی چاہیے تھی؟ کیوں نقاب یا برقع پر پابندی عائد ہے؟ لیکن اس سے طالبان کوئی رعایت نہیں لے سکتے، اسے مثال بنا کر خواتین کو دبانے کی روش پر قائم نہیں رہ سکتے۔ وہ اگر قائم رہیں گے تو عالمی برادری کو ان سے شکایت رہے گی اور یہ شکایت بیجا نہیں ہوگی۔ اسلام نے بھی جب مرد اور خواتین دونوں کو تعلیم کے حصول کی اجازت دی ہے بلکہ علم کے حصول پر اتنا زور دیا ہے کہ ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرنے کے لیے کہا ہے، پھر طالبان حکومت لڑکیوں اور عورتوں کے حصول علم کو آسان کیوں نہیں بناتی؟ امریکہ اور مغربی ممالک ایک طرف یوکرین جنگ میں الجھے ہوئے ہیں اور دوسری طرف غزہ جنگ میں۔ کیا انہیں یہ خدشہ ہے کہ مستقبل قریب یا بعید میں اگر وہ روس کے خلاف براہ راست فوجی کارروائی کرتے ہیں، جنگ وسعت اختیار کرتی ہے تو طالبان روس کی طرف سے کھڑے ہوجائیں گے؟ غزہ جنگ پر طالبان کی طرف سے کوئی بڑا اعلان نہیں آیا ہے مگر یہ جنگ اب پھیل رہی ہے۔ ایسی صورت میں طالبان پر عالمی برادری کی نظر ہوگی۔ اسی لیے دیکھنے والی بات یہ ہوگی کہ دوحہ کانفرنس کے بعد امریکہ اور مغربی ممالک طالبان حکومت کے تئیں کتنے نرم ہوتے ہیں اور دنیا کے نئے حالات میں اس نرمی کا مطلب کیا نکالنا چاہیے؟

edit2sahara@gmail.com

ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں صدر جمہوریہ ہند کی افتتاحی تقریر

پروفیسر اسلم جمشید پوری

بے لاگ

اٹھارہویں لوک سبھا کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ لگاتار تیسری بار نریندر مودی وزیر اعظم بن گئے ہیں۔ مودی 16 ویں اور 17 ویں لوک سبھا میں بھی وزیر اعظم تھے۔ اس دوران اے پی جے عبدالکلام اور رام ناتھ کووند ہندوستان کے صدر جمہوریہ رہ چکے ہیں۔ اب دروپدی مرمو ہندوستان کی صدر جمہوریہ ہیں۔ ان کو پہلی بار 18 ویں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے مشترکہ اجلاس کو خطاب کرنے کا موقع ملا۔ اس سے قبل کہ ہم صدر جمہوریہ ہند کی دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں کی گئی افتتاحی تقریر پر بات کریں، پہلے 18 ویں لوک سبھا کے منڈیٹ پر بات کرلیں۔

اس بار این ڈی اے کو 293 سیٹیں ملیں۔ این ڈی اے کی سب سے بڑی پارٹی بی جے پی کو اکیلے 240 لوک سبھا سیٹوں پر کامیابی ملی۔ بی جے پی اپنے دم پر حکومت بنانے سے صرف 32 قدم دور رہ گئی، جبکہ 2014 اور 2019 میں بی جے پی اکیلے اپنے دم پر سرکار بنانے کے لائق سیٹیں لائی تھی اور اس نے مرکز میں اکیلے سرکار بنائی تھی۔ جبکہ اس کے گروپ این ڈی اے کے ساتھی اس کے ساتھ موجود تھے۔ اس بار ایسا نہیں ہوا، این ڈی اے کی دوسری پارٹیوں خاص کر جے ڈی یو (12) اور ٹی ڈی پی (16) کو سرکار میں شامل کرنے کی ضرورت پڑی۔ تب کہیں جاکر بی جے پی حکومت بنا پائی بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ این ڈی اے کی صحیح معنوں میں سرکار بنی۔ اب بی جے پی کی بیساکھیوں والی سرکار بنی ہے۔ اس بار اسے اپنی حلیف جماعتوں کو سرکار میں شامل کرنا پڑا۔ مگر سر پر ہر وقت جے ڈی یو اور ٹی ڈی پی نامی تلوار لٹکی ہے، جو کبھی بھی سر پر گر سکتی ہے اور سرکار گر سکتی ہے۔

دوسری طرف حزبِ مخالف ''انڈیا'' گروپ کو 234 سیٹوں پر کامیابی ملی۔ جس میں کانگریس کی 99، سماج وادی پارٹی کی 37 اور ترنمول کانگریس کی 29 سیٹیں شامل ہیں۔ این سی پی، شیوسینا (ادھوٹھاکرے گروپ)، جے ایم ایم، عام آدمی پارٹی، سی پی آئی (ایم)، ڈی ایم کے، آر جے ڈی، پی ڈی پی، این سی پی (شرد پوار) وغیرہ پارٹیاں بھی اس میں شامل ہیں۔ گزشتہ دو بار بی جے پی نے ایسا دور گزارا ہے جو حزبِ مخالف کے رہنما کے بغیر تھا۔ مطلب بی جے پی کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔ لیکن اس بار منظر الگ ہے۔ اس بار اپوزیشن کافی مضبوط ہے۔ راہل گاندھی اپوزیشن لیڈر کے طور پر ہیں۔ راہل گاندھی، مودی حکومت کے ہر ایکشن پر سوال اٹھانے اور حکومت کی پول کھولنے کے لیے موجود ہیں۔

ایسے ماحول میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے مشترکہ اجلاس کو صدر جمہوریہ محترمہ دروپدی مرمو نے خطاب کیا۔ صدر جمہوریہ ہند نے اپنے خطاب میں جو کچھ کہا، اس کے خلاصے کو نکات کی شکل میں دیکھیں۔

1- صدر جمہوریہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ملک کا سب سے سیاہ باب، ایمرجنسی ہے۔ اس سے پورے ملک میں ہاہاکار مچ گیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب ملک میں قانون بن رہا تھا، اس وقت بھی کچھ لوگ چاہتے تھے کہ ہندوستان ناکام ہوجائے۔ لیکن بھارت ایسی طاقتوں پر فاتح ہوا کہ ہندوستان کی طاقت آج بھی آئین میں پنہاں ہے۔

2- میری حکومت آئین کو صرف سرکار چلانے کا ذریعہ ہی نہیں مانتی بلکہ آئین کو عوام میں عام کرنے کے لیے کوشاں رہی ہے۔ اس کے لیے ہم ہر سال 26 نومبر کو یوم آئین کے طور پر مناتے ہیں۔

3- جموں وکشمیر ہندوستان کا اٹوٹ حصہ ہے۔ اب یہاں بھی آئین لاگو ہوگیا ہے۔ پہلے یہاں دفعہ 370 لاگو تھی، وہ اب ختم ہوکر قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ خوف اور ڈر اب ختم ہو چکا ہے۔ ملک کو توڑنے اور کمزور کرنے والی طاقتوں کو کرارا جواب دیا ہے۔ زمانہ سے کشمیر میں پرامن انتخاب نہیں ہوئے۔ اس بار ہم نے کشمیر انتخاب کے دوران عوام کی شمولیت، امن وامان کے ماحول میں دیکھی۔

4- میڈیکل نیٹ امتحان پر صدر جمہوریہ نے کہا کہ اس کی ایماندارنہ جانچ ہوگی۔ قصور واروں کو بخشا نہیں جائے گا، بلکہ سزاواروں کو ایسی سزا ملے گی کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

5- یکم جولائی سے لاگو ہونے جا رہے تین نئے قوانین کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان سے حالات اچھے ہوں گے۔ سرکار کا مقصد سزا نہیں، انصاف دلانا ہے۔ بے گناہوں اور معصوموں کو سزا سے بچانا ہمارا مقصد ہے۔

6- دنیا دیکھ رہی ہے کہ بھارت میں لگا تار تیسری بار مضبوط اور اکثریتی سرکار بنی ہے۔ ایسا 6 دہائیوں کے بعد ہوا ہے۔ یہ انتخاب پالیسی، نیت، اعتماد اور فیصلوں پر یقین کا انتخاب ہے۔ لوگوں کو آج بھی اعتماد ہے کہ میری سرکار ان کی خواہشوں کو پورا کرسکتی ہے۔ عورتوں نے بھی اس بار بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ پہلی بار گھر گھر جا کر ووٹ ڈلوائے گئے ہیں۔

7- ہم نے ووٹ لوٹ کا دور بھی دیکھا ہے۔ ای وی ایم نے ایک امید کی کرن دکھائی ہے۔ ای وی ایم کی مخالفت دراصل جمہوریت کی مخالفت ہے۔

8- امرت کال میں ہندوستان ایک ترقی یافتہ ملک بنے گا۔ دنیا کی سطح پر ہندوستان پہلے ہی سے چھایا ہوا ہے۔ جی-7 اور جی-20 اجلاس، اس کے شاہد ہیں۔ میری سرکار نے مستقبل کی تعمیر کے لیے فروغ کو بنیاد بنایا۔

9- سیمی کنڈیٹر، سولر الیکٹرک وہیل، الیکٹرانکس گڈس، گرین ہائیڈروجن، بیٹری طیارے، فائٹر جیٹس، ہر شعبے میں ملک ترقی کر رہا ہے۔ پوری دنیا میں ہندوستان کا نام بلند ہورہا ہے۔

10- سرکار کسان کی پیداوار تنظیم یعنی ایف پی او، پی اے سی ایس، جیسی تنظیموں کا ایک بڑا نیٹ ورک بنا رہی ہے۔ اس سے خاص کر کسانوں کو بہت فائدہ ہوگا۔

یہ اور اس جیسے بہت سارے معاملات کو صدر جمہوریہ نے اپنے خطاب میں شامل کیا۔ ان معاملات میں صدر جمہوریہ ہند نے حزبِ اختلاف کو آڑے ہاتھ لیا اور کئی معاملات میں ہندوستان اور موجودہ سرکار کی بے حد تعریف کی۔ اور کئی بار موجودہ سرکار کو اپنی سرکار کہا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدر جمہوریہ کیا کسی پارٹی کا ہوتا ہے؟ کیا وہ کسی سرکار کو اپنی سرکار کہہ سکتا ہے؟ صدر جمہوریہ ہند کا خطاب لگتا ہے موجودہ سرکار کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملانے جیسا ہے۔ کئی بار ایسا لگا کہ صدر جمہوریہ نے اپنے خطاب میں اپوزیشن کو نیچا دکھانے اور اس کے مطالبات کو ناکام بنانے کے لیے کچھ خاص باتیں کہیں۔ صدر جمہوریہ ہوسکتا ہے کہ کسی پارٹی سے جڑی ہوں۔ مگر صدر جمہوریہ بننے کے بعد وہ پورے ہندوستان کی ہیں، کسی ایک پارٹی کی نہیں۔ صدر جمہوریہ نے سرکار کی ناکامیوں کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپوزیشن کے الزامات کا جواب دینے کی صدر جمہوریہ کو کیا ضرورت تھی۔

سرکار کے کچھ عہدوں پر فائز لوگ ملک کے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کے سبھی ایم پی فاتح ہونے کے بعد اپنے پورے حلقے کے ہوتے ہیں، کسی نے ان کو ووٹ دیا ہو یا نہیں، وہ سب کے کام کرتے ہیں یا انہیں ایسا کرنا چاہیے۔ اسی طرح تمام وزرا پر بھی یہ بات نافذ ہوتی ہے۔ لیکن خاص طور پر صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور لوک سبھا اسپیکر کو کسی پارٹی کا کام کرتے ہوئے بھی، کسی کے کام کے لیے منع نہیں کرنا چاہیے۔ خاص کر صدر جمہوریہ کو کسی مخصوص جماعت کی نمائندگی نہیں کرنی چاہیے۔ نہ ہی کسی سرکار کی حمایت کرنی چاہیے۔ یہ وہ عہدہ ہے جو ہندوستان کی نمائندگی کرتا ہے۔ کم از کم صدر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی خاص جماعت کی پیروی کریں اور اس کی اس طرح حمایت کریں کہ اس کی وکیل لگیں۔ اگر موجودہ حکومت گر جائے اور صدر کو 'انڈیا' گروپ کو سرکار بنانے کے لیے دعوت دینی پڑے؟ تب کیا وہ انڈیا کی سرکار کو بھی اپنی سرکار کہیں گی؟ اگر وہ ایسا کرسکیں گی تو بہت بہتر۔ بلکہ یہ ایک مثال ہوگی۔ اس کا پیغام پوری دنیا میں جائے گا۔ مگر مجھے لگتا ہے ایسا نہیں ہوگا۔ کاش ایسا ہی ہو؟

> سرکار کے کچھ عہدوں پر فائز لوگ ملک کے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کے سبھی ایم پی فاتح ہونے کے بعد اپنے پورے حلقے کے ہوتے ہیں، کسی نے ان کو ووٹ دیا ہو یا نہیں، وہ سب کے کام کرتے ہیں یا انہیں ایسا کرنا چاہیے۔ اسی طرح تمام وزرا پر بھی یہ بات نافذ ہوتی ہے۔ لیکن خاص طور پر صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور لوک سبھا اسپیکر کو کسی پارٹی کا کام کرتے ہوئے بھی، کسی کے کام کیلئے منع نہیں کرنا چاہیے۔

aslamjamshedpuri@gmail.com

ہندوستانی اقلیتوں کی بابت امریکی رپورٹ پر اٹھے سوال

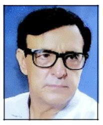

شاهد زبیری

تجزیہ

امریکی ادارہ یونائیٹڈ اسٹیٹ کمیشن آن انٹر نیشنل ریلیجیس فریڈم (USCIRF) جو امریکی وزارتِ خارجہ کے تحت کام کرتا ہے، وہ ہر سال دنیا بھر کے ممالک میں مذہب اور نسل کی بنیاد پر ہونے والے امتیازی سلوک پر مبنی سالانہ رپورٹ جاری کرتا ہے۔ ہندوستانی مذہبی اقلیتوں کے حوالہ سے حال ہی میں اس ادارہ کی ایک اور تازہ مذہبی ایجنڈہ رپورٹ سامنے آئی ہے جو امریکی وزیرِ خارجہ انٹونی بلنکن نے جاری کی ہے جس میں پھر ایک مرتبہ دہرایا گیا ہے کہ ہندوستان میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک میں اضافہ ہوا ہے اور ظلم و ناانصافی کے واقعات بڑھے ہیں۔ اصل رپورٹ کا متن تو ہمارے سامنے نہیں ہے، لیکن جو کچھ اخبارات میں سامنے آیا ہے، اس کے مطابق امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے رپورٹ جاری کرتے ہوئے کہا کہ سینئر امریکی افسر 2023 سے اپنے ہم منصب ہندوستانی افسروں کے ساتھ مذہبی آزادی کے ایشو پر اپنی تشویش ظاہر کرتے رہے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ ہندوستان میں تبدیلی مذہب قانون ہو یا نفرت انگیز تقاریر یا مذہبی اقلیتوں کے گھروں اور ان کی عبادت گاہوں کی مسماری اور انہدام کے واقعات، ان میں تشویش ناک حد تک اضافہ دیکھا جارہا ہے۔

امریکہ کی یہ رپورٹ اس وقت سامنے آئی ہے، جب ہندوستان کے وزیر اعظم روس کا دورہ کرنے والے ہیں اور گزشتہ ہفتہ امریکہ کے قومی سلامتی کے مشیر جیک سولیون اور نائب وزیرِ خارجہ کورٹ ایم کامبل ہندوستان کے دورہ کے بعد واپس امریکہ لوٹے ہیں۔ اس تناظر میں بھی امریکہ کی اس مذہبی ایجنڈہ رپورٹ کو دیکھا جانا چاہیے۔ ہر چند کہ حسبِ سابق اس مرتبہ بھی حکومت ہند کی طرف سے ہماری وزارتِ خارجہ نے اس مذہبی ایجنڈہ رپورٹ کو سرے سے مسترد کر دیا ہے۔ 29 جون کی خبر کے مطابق ہندوستان نے اس رپورٹ کو مکمل طور پر جانبدارانہ قرار دیا ہے اور اس کو یکسر طور پر خارج کر دیا ہے، وہیں رپورٹ کو امریکہ کی ووٹ بینک کی سیاست کا آئینہ دار بتایا اور صاف کہا کہ امریکہ اپنے یہاں نسلی حملوں اور اور عبادت گاہوں کو نشانہ بنانے والے حادثات پر پہلے دھیان دے۔

وزارتِ خارجہ کے ترجمان رندھیر جیسوال نے وزارتِ خارجہ کی طرف سے اپنے بیان میں کہا کہ یہ مذہبی ایجنڈہ رپورٹ امریکہ میں ہونے والے انتخابات کے تناظر میں ووٹ بینک کی خاطر تیار کی گئی ہے جس میں ہندوستان کے سماجی تانے بانے کو دھیان میں نہیں رکھا گیا اور واقعات کو پرکھے اور جانچے بغیر ایک خاص ذہن کے تحت رپورٹ بنائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان نے بھی امریکہ میں نسلی تفریق کی بنیاد پر ہونے والے تشدد پر امریکہ کے ساتھ بات چیت میں ذمہ داری کے ساتھ سوال اٹھائے ہیں۔ وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ خاص مقصد کے تحت تیار کی گئی اس رپورٹ میں چنندہ حادثات کو بنیاد بنایا گیا ہے اور حقائق کو یکطرفہ اور جانبدارانہ طریقہ سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی اس مذہبی ایجنڈہ رپورٹ میں مقننہ (لیجسلیچر) کے اختیارات پر سوال اٹھائے گئے جو لائق مذمت ہیں۔ وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ حسبِ سابق یہ مسئلہ مستقبل میں بھی دونوں ممالک کے مابین گفتگو کا موضوع رہے گا۔ گزشتہ سال بھی ہندوستان نے امریکہ میں مقیم ہندوستانی شہریوں اور اقلیتوں پر نسلی حملوں، عبادت گاہوں میں توڑ پھوڑ، انتہا پسندی اور دہشت گردی کی حمایت کرنے والوں کو سیاسی تحفظ دیے جانے کا معاملہ اٹھایا تھا۔

ہماری وزارتِ خارجہ کی طرف سے امریکی ادارہ کی مذہبی ایجنڈہ رپورٹ پر جو کچھ کہا گیا ہے، محبّ وطن شہری ہونے کے ناطے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تائید اور حمایت کی جائے اور امریکی رپورٹ کو محض مگرمچھ کے آنسو سمجھا جائے۔ امریکی ادارہ یونائیٹڈ اسٹیٹ کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم سے پوچھا جانا چاہیے کہ فلسطین میں اسرائیل کی ننگی جارحیت، بربریت، وحشت، درندگی، انسانیت کے قتل عام اور نسل کشی پر اس نے کوئی ایسی رپورٹ تیار کی ہے؟ آخر کیوں امریکہ اسرائیل کو ٹنوں ٹنوں بارود اور مہلک ہتھیاروں کی کھیپ کی کھیپ دیتا آرہا ہے جو فلسطین کے بے گناہ شہریوں کے خلاف استعمال کیے جا رہے ہیں؟ اور حالیہ جارحانہ، سفاکانہ حملوں پر امریکہ اسرائیل کے خلاف یو این او کی قراردادوں کو کیوں ویٹو کرتا چلا آرہا ہے؟ فلسطینیوں پر ڈھائے گئے مظالم کے آگے ہٹلر کے ہولوکاسٹ کی کوئی حیثیت نہیں رہی، اس سے کہیں زیادہ فلسطینیوں پر زمین اور آسمان سے قہر برسایا جا رہا ہے اور سرزمین فلسطین انسانیت کا قبرستان بن گئی ہے جس میں امریکہ بھی برابر کا مجرم ہے۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں ہونے والے مظالم کی دہائی دینے سے پہلے امریکہ انسانی خون میں رنگے اپنے ہاتھوں اور اپنے داغدار دامن کو دیکھے، پھر انسانی حقوق یا مذہبی آزادی کا ڈھنڈورہ پیٹے اور اچھا ہوگا کہ وہ ہندوستان کی مذہبی اقلیتوں کی ہمدردی میں ٹسوے نہ بہائے۔ اسی کے ساتھ ہم اپنی حکومت سے بھی کہنا چاہیں گے کہ آخر مذہبی آزادی کے دعویدار امریکی ادارہ کو یہ جواز کس نے دیا؟ وہ کون سے سے عناصر ہیں جو اپنی اقلیت دشمن حرکتوں سے وطنِ عزیز کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں؟ بلاشبہ کسی بھی ملک یا ادارہ کو ہم اپنے اندرونی معاملات میں کسی بھی طرح کی مداخلت کا حق نہیں دے سکتے لیکن ان عناصر اور جماعتوں کو بھی تو کھلی چھوٹ نہیں دی جانی چاہیے جو فرقہ پرستی کی بنیاد پر ہمارے سماجی تانے بانے کو ادھیڑنے میں لگے ہیں، آخر ان کو لگام کون دے گا؟ سوال یہ بھی ہے کہ اپوزیشن جماعتوں نے اس کے خلاف سڑک اور پارلیمنٹ میں اب تک کون سی تحریک چلائی اور سماج کو فرقہ وارانہ طور پر تقسیم کیے جانے کی سازش کے خلاف کون سی کوششیں کی ہیں، سوائے راہل گاندھی کی پد یاترا کے۔ 2024 کے حالیہ لوک سبھا انتخاب کے دورانیہ میں اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے مسلم اقلیت کے مسائل سے کیوں چشم پوشی کی گئی؟ اگر اس خوف سے مسلم اقلیت کے مسائل کو نہیں اٹھایا گیا کہ انتخابات کے پولرائزیشن کا خطرہ تھا تو اب انتخابات ختم ہو چکے ہیں، نئی سرکار تشکیل پا چکی ہے، اپوزیشن جماعتوں کا الائنس بھی مضبوط بن کر ابھرا ہے جو پارلیمنٹ میں کئی ایشوز پر سرکار کو گھیر رہا ہے مگر مسلمانوں کی ماب لنچنگ پر حکومت سے سوال پوچھنے سے الائنس کترا رہا ہے، مساجد اور مدارس اور گھروں پر چلائے گئے بلڈوزر پر بھی الائنس خاموش ہے جبکہ مسلمانوں نے الائنس کو جھولیاں بھر بھر کر ووٹ دیے ہیں اور اتنا مضبوط کیا کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہے۔ الائنس کو یہ حوصلہ اور قوت دی کہ وہ پارلیمنٹ میں سرکار کے خلاف پوری طاقت سے بول رہا ہے اور نیٹ کو لے کر نوجوانوں کے مستقبل پر تو الائنس سرکار سے سوال پوچھ رہا ہے۔ مولانا آزاد فاؤنڈیشن کے تعلیمی وظائف کو سرکار نے ختم کردیا اور مسلم نوجوانوں پر اعلیٰ تعلیم کے دروازے بند کردیے، اس پر کیوں خاموشی ہے؟ کیا مسلم نوجوان اس ملک کا حصہ نہیں؟ کیا ان کو اعلیٰ تعلیم کا حق نہیں؟ حال ہی میں مسلم نوجوانوں کی ماب لنچنگ پر بھی اپوزیشن اتحاد کے لیڈران کی زبانیں خاموش ہیں، یہی سب کچھ کسی دلت یا کسی قبائل (ایس ٹی) کے ساتھ ہوتا تو کیا تب بھی اس کا یہی رویہ ہوتا۔ اپوزیشن اتحاد کے پارلیمانی ایجنڈہ میں سب کچھ ہے، سوائے مسلمانوں کے مسائل کے۔ ہر چینل پر مسلم اقلیت کو بی جے پی کی شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے اور اس پر سابقہ مودی حکومت کی عنایات اور نوازشات کی دہائی دی جارہی ہے، اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مستقبل میں مسلم اقلیت کو مزید کیا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن یہاں معاملہ یہ ہے کہ 'مرے تھے جن کیلئے وہ رہے وضو کرتے'۔ اپوزیشن جماعتوں یا اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کی جماعتوں نے ابھی بھی اپنی کامیابی میں مسلم ووٹوں کے کردار کا اعتراف تک نہیں کیا، زیادہ تر کریڈٹ پسماندہ ہندو طبقات کو دیا جار ہا ہے اور مسلمان کی حالت 'بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ' جیسی کردی گئی ہے۔ جہاں تک امریکی ادارہ کی رپورٹ کا سوال ہے، وہ امریکہ کے سیاسی اغراض کے تحت جاری کی گئی ہے، لیکن اس کا جواز فرقہ پرست طاقتوں اور حکومت کے رویہ ہی نے تو فراہم کرایا ہے۔ سیکولر پارٹیوں کا قصور بھی کچھ کم نہیں جن کی طرف سے فرقہ پرست طاقتوں کیخلاف کبھی کوئی کارگر کوشش نہیں کی گئی، یہی وجہ ہے کہ فرقہ پرستی کی لعنت عالمی سطح پر ہمارے وطنِ عزیز کی بدنامی کا باعث بن رہی ہے۔ ستم بالائے ستم ان دنوں فرقہ پرستی کی کھیتی خوب لہلہا رہی ہے، امریکی رپورٹ اسی کا شاخسانہ ہے جو ہمارے قومی مفادات کے خلاف ہے۔ آئندہ ایسی کوئی مذموم رپورٹ سامنے نہ آئے، اس کیلئے ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور سماجی انصاف ضروری ہے۔

> امریکی ادارہ یونائیٹڈ اسٹیٹ کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم سے پوچھا جانا چاہیے کہ فلسطین میں اسرائیل کی ننگی جارحیت، بربریت، وحشت، درندگی، انسانیت کے قتل عام اور نسل کشی پر اس نے کوئی ایسی رپورٹ تیار کی ہے؟ آخر کیوں امریکہ اسرائیل کو ٹنوں ٹنوں بارود اور مہلک ہتھیاروں کی کھیپ کی کھیپ دیتا آرہا ہے جو فلسطین کے بے گناہ شہریوں کے خلاف استعمال کیے جارہے ہیں؟

zuberi019@gmail.com

رہبر سب تحریک چلاکر بیٹھ گئے
بھینس کے آگے بین بجاکر بیٹھ گئے
غربت پر تقریریں کرنے والے لوگ
دولت کے انبار لگا کر بیٹھ گئے

ارشد ندیم

LETTERS
مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

احتیاط لازمی

مکرمی!

شدید گرمی واُمس کا موسم ہے۔ بارش سے تھوڑی راحت ملتی ہے لیکن رکتے ہی پھر وہی گرمی، جس میں انسان پسینوں سے بھیگا رہتا ہے۔ پنکھے، کولر اور اے سی کے سامنے سے ہٹا نہیں کہ پسینے بہنا شروع۔ خیر بارش سے جہاں راحت ملتی ہے، وہیں سڑکوں پر کیچڑ پھیل جاتا ہے اور ایسے میں اگر گلیوں ومحلوں میں کوڑے کے ڈھیر لگے ہوں تو بیماریوں کے پھیلنے کے امکانات میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ معاف کیجیے اب تقریباً ہر گلی محلّہ کا یہی حال ہے کہ لوگ اپنے فلیٹوں سے کوڑا گلیوں میں پھینک دیتے ہیں، انہیں اتنی زحمت نہیں ہوتی کہ گلی یا محلّہ میں کوئی ایک جگہ مخصوص کردی جائے، جہاں بڑا ڈسٹ بین یا کوڑے دان رکھ دیا جائے اور وہ اپنا کوڑا وہاں پھینک دیں تو بیماریوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ پاکی نصف ایمان ہے، خیال رکھئے ہمارے گھر کے علاوہ، آس پڑوسی بھی صاف ستھرا ہوگا، تبھی ہم بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔

محمد ارشاد
لی چابک سوار، لال کنواں، دہلی-6

مدارس اسلامیہ

مکرمی!

ہندوستان میں دینی مدارس کی بڑی ضرورت اور اہمیت ہے۔ اگر یہ دینی مدارس نہ ہوں تو مسلمان اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے آراستہ وپیراستہ کرنے کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوجائیں۔ ان کے بچوں کو قضائے حاجات سے لے کر معمولی سے معمولی مسائل اور دعائیں وغیرہ انہیں مدارس میں سکھائی جاتی ہیں اور یہی وہ مدرسے ہیں جو اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے سے بڑوں کی عزت وتکریم کیسے کرنی چاہیے، اپنے سے چھوٹوں پر کیسے شفقت ومحبت سے پیش آنا چاہیے۔ یہ انہیں مدارس اسلامیہ کی دین ہیں کہ آدمی مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک اچھا اور سچا انسان بن جاتا ہے، اسے بات کرنے کا سلیقہ آتا ہے زندگی گزارنے کے طریقہ سے واقف ہوتا ہے۔ مدارس اسلامیہ میں جہاں صبح وشام قرآن وحدیث کی پاکیزہ تعلیم دی جاتی ہے، وہاں اس بات کی بھی تعلیم دی جاتی ہے کہ ملک ووطن کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی قربانی دینا اجروثواب کا کام ہے۔ مدارس میں جہاں نفرت وعداوت، بغض وعناد سے دوری کی بات بتائی جاتی ہے، وہیں انہیں محبت واخوت، بھائی چارہ اور آپسی میل جول کا درس دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ اگر آپ کا پڑوسی کوئی غیر مسلم ہے تو آپ اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں، اس کے دکھ درد میں اس کا ساتھ دیں، اسے کسی بھی طرح سے پریشان نہ کریں بلکہ اس کے ساتھ مکمل تعاون وہمدردی کا برتاؤ کریں۔ یہ اسلامی تعلیمات ہیں، جو مدرسے اپنے طلبا کو دیتے ہیں۔ لیکن افسوس اس وقت ہوتا ہے جب کچھ ناعاقبت اندیش، بے عقل وبے شعور جنہیں مدارس کا علم نہیں ہے وہ یہ باتیں بڑی بے باکی سے کہہ دیتے ہیں کہ ملک کے اندر مدارس کا رول اچھا نہیں ہے۔ بلکہ مدارس کے اندر جو تعلیم دی جاتی ہے وہ اس پر شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں۔ نہ جانے وہ کیوں مدارس اسلامیہ سے خار کھائے بیٹھے ہیں۔ انہیں ان بوریا صفت طلبا کی عظمت کا اندازہ نہیں کہ کس طرح والدین اپنے بچوں کو علم کی دولت سے سرفراز کرنے کے لیے ان مدارس کا رخ کرتے ہیں تاکہ ان مدرسوں سے ان کا بیٹا پڑھ لکھ کر ایک اچھا انسان بنے جو قوم وملت کا معمار ہو اور اپنے والدین کے لیے ذخیرہ آخرت کا ذریعہ بنے۔

ابوفرحان عبدالواحد بلرامپوری
چمن وہار، لونی غازی آباد، یوپی

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر وپبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 705-706، ساتویں منزل، نورنگ ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fimam16@gmail.com) * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد فخر امام**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email**:adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com 0120-2598274: سرکولیشن، **0120-2444755,2598419** :ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس، 011-23352369, 23352368 :ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار R.N.I. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026 شمارہ نمبر: **8944** سال: **25**
روزنامہ راشٹریہ سہارا
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں